Category Y

AL-HAYAT Research Journal

ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759

Volume 3 Issue 1 (October-December 2025)

خلافت کی حقیقت: جدید مذہبی اور سماجی فکر کا مطالعہ

The Reality of the Caliphate: A Study of Modern Religious and Social Thoughts

Tahira Munawar

Admon Officer, PhD Scholar, University of Education, Lower Mall Campus, Lahore
tahira.munawar@ue.edu.pk, ORCID ID 0009.0003.5459.5580

Syed Muhammad Nabeel Ur Rehman Shah Bukhari

PhD Scholar Dept. of Islamic Study Superior University Lahore Pakistan, Sajjada Nasheen Astana Aliya Hazrat Karmanwala Sharif Okara, syednabeelurrehman53@gmail.com, https://orcid.org/0009-0000-2891-8989

Muhammad Naimat Ullah

Doctoral Candidate Islamic Studies, Division of Islamic and Oriental Learning, Lower Mall Campus, University of Education, Lahore / Librarian, Govt. Mines Labour Welfare College for Boys, Makerwal Mianwali, muhammadnaimatullah53@gmail.com, https://orcid.org/0009-0004-9412-1686

Abstract

Caliphate, the political-religious state, comprising the Muslim community and the lands and peoples under its dominion in the centuries following the death of the Prophet Muhammad. Ruled by a caliph, who held temporal and sometimes a degree of spiritual authority. The term caliph Khalifa in Arabic is generally regarded to main successor of Prophet Mohammed, while Caliphate Khalifa in Arabic denotes the office of the political leader of the Muslim community Umma or state particularly during the period from 630 to 1258. The system of Khilafat is connected to religious progress and it is part of Islamic shariya. We all know that religious progress worship of jamaat cannot take place without Khilafat. Objectives of Khilafat are to create awareness about a separate nation of Muslim to restore the prestige and the power of Caliphate. Khilafat system of Islam elements of the Islamic classic theory included the Khalifa as successor to the prophit which gave him Supreme authority as both spiritual and political head of the community. He is symbol of the unity of the community which meant that only the caliph could rule at a time. This article covers the history of the original caliphal state based in Arabia, The urgent need for a successor to Muhammad as political leader of the Muslim community was met by a group of Muslim elders in Madina According to the majority of Muslims, the Prophet himself had left no instructions for the selection of a leader after him, Rather, the early literature indicates that the legitimate caliph was expected to have been an early convert to Islam and to possess a constellation of moral excellences, such as truthfulness, generosity, courage, and, above all, knowledge. The caliph's authority was based on his superior knowledge of both religious and worldly affairs.

Keywords: Caliphate, Khalifa, Umma, Sharia, Madina, Generosity, Legitimate, Jammat, excellence, Muhammad

خلافت کا تعارف، معنی اور مفہوم

خلافت کا مادہ حلف ہے جو کہ قدام کی ضد ہے۔ قرآن میں "خلف" کی صورت میں آیا ہے۔

حلف کے معنی پیچھے رہ جانے اور جانشین ہونے کے ہیں اور اسی سے خلافت بمعنی نیابت اور جانشینی کے ہیں۔[1]

جس خلافت کا اللہ نے وعدہ فرمایا ہے اس سے مراد اسلامی خلافت ہے اور یہ بات صرف امت مسلمہ سے ہے۔

OPEN ACCESS

CC BY

خلافت بطور دینی اور سیاسی اصطلاح

خلافت ایک دینی اور سیاسی اصطلاح ہے جس کے معنی سیاست حکومت اور دینی امور میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کے ہیں۔ خلافت سے مراد تمام دنیاوی اور اخروی امور میں پیغمبر اکرم کی جان نشینی ہے۔ خلافت ایک عربی لفظ ہے جس کے معنی جانشین بنانا اور حلیفہ کا لفظ جانشین وکیل اور قائم مقام کے معنی میں استعمال ہوتا ہے خلافت اور خلیفہ ان دو الفاظ کا سب سے زیادہ استعمال ان کا اصطلاحی معنی ہے جو پیغمبر کی رحلت کے بعد اسلامی معاشرے میں سیاسی تغیر تبدیلی کے لیے استعمال ہوا ہے پہلا لفظ حکومت اور حاکمیت میں جانشینی کے معنی میں آتا ہے دوسرا لفظ حکومت میں پیغمبر اکرم کے جانشین کے معنی میں آتا ہے۔ مذکورہ اصطلاحات کا بہت زیادہ استعمال ہونے کی وجہ سے یہ دونوں الفاظ مسلمانوں کے سیاسی کلچر میں ان کے مفاہیم اور الفاظ بدل گئے ہیں۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کے کچھ گروہ نظام خلافت کی مشروعیت کے لیے اس خلیفہ کے لفظ کو قران میں استعمال ہونے سے مستند کیا ہے۔

خلیفہ اور خلافت

خلیفہ اور خلافت کے اس لغوی مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے ہم جمہور مفسرین کی آرا کا مطالعہ کرتے ہیں جو خلیفہ کی تشریح میں وارد ہوئی ہیں۔ اس تجزیے کے ذریعے درج زیل سوالوں کا جواب مطلوب ہے۔

خلیفہ سے مراد کون ہے؟

خلافت کی نوعیت کیا ہے؟

خلیفہ کی شرائط

وہ ایمان لانے والا اور عمل صالح بجالانے والا ہو۔ یہ دونوں شرطیں ایک مسلمان میں موجود ہوتی ہیں اور خلافت کے وعدے سے مراد دراصل مسلم خلافت ہے اور مسلم خلیفہ سے مراد ایسا خلیفہ جو محمد رسول اللہ کا جانشین ہو۔ ایسا جانشین جو خود مختار نہ ہو بلکہ رسول اللہ کی اطاعت پر عمل کرنے والا ہو دینی خلیفہ کا کام دین کو مضبوطی دینا ہوتا ہے س۔ شریعت کو نافذ کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے اس کا انکار کرنے والا فاسق ٹھہرایا گیا ہے۔ یعنی جو دینی خلیفہ کی کتاب نہیں کرتا وہ فاسق شمار ہوتا ہے۔

قرآن میں خلیفہ

قران نے خلیفہ چار اقسام کے انسانوں کی نسبت استعمال کیا۔

اول نبی کے لیے

دوم نبی کے جانشین کے لیے

سوم انسان کے لیے

چہارم دنیاوی بادشاہوں کے لیے

چاروں کی نسبت خدا نے خلیفہ کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ خلافت کسی منصب اور اسلامی عہدے کا نام نہیں۔ لیکن ان چاروں اقسام کے خلفاء کے تقرر کو اللہ نے اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔

ابن منظور افریقی کے مطابق:

یہ لفظ خلف سے ماخوذ ہے جو اسم اور ظرف کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور اس کے معنی پیچھے بعد میں یا تاخیر سے آنے والے کے بیان کیے گئے ہیں [2]

القاموس میں فیروز آبادی اس طرح بیان کرتے ہیں:

گویا خلیفہ بڑے پہاڑوں میں سے نمایاں اور ممتاز پہاڑ کو بھی کہتے ہیں اور اسی مناسبت سے ریاست کے سب سے بڑے حاکم کا نام خلیفہ ہوتا ہے۔ اس کی جمع خلائف اور خلفا آتی ہے۔ [3]

امام راغب الصفانی کے مطابق خلافت کی جامع تعریف: خلافت دوسرے کی نیابت کا نام ہے خواہ یہ جانشینی اس کی غیر حاضری کی وجہ سے ہو یا اس کی موت کے سبب سے۔ گویا خلیفہ خلف سے محفوظ ہے جس کے معنی بعد میں آنے والے، نمایاں ہونے کا مقام یا نمائندہ ہونے، سربراہی کرنے ذمہ داری ادا کرنے اور معزز اور مشرف ہونے والے کے ہیں اور خلیفہ کے اس مقام و حیثیت، ذمہ داری اور حدود کار کا نام خلافت ہے۔ [4]

CC BY

امام شوکانی فرماتے ہیں:

خلیفہ کے معنی ایک قائم مقام ہونے والے اور کسی دوسرے کے بعد اس کی جگہ لینے والے کے ہیں. اور یہاں اس سے مراد وہ ہستی ہے جو زمین پر بسنے والی پہلی مخلوق کی جگہ اس کے بعد لے گی۔[5]

ابن جریر لکھتے ہیں:

یہاں خلیفہ سے مراد آدم ہے اور ہر وہ شخص جو کہ اللہ کی اطاعت اور مخلوق خدا کے درمیان عدل کی حاکمیت کے لحاظ سے عدم کا قائم مقام ہو۔ گویا خلیفہ ہونے کے مصداق حضرت آدم ہیں اور وہ زمین پر اللہ کے پہلے رسول اور اللہ کے احکام وہدایات کو جاری کرنے کے حوالے سے اس کے نائب ہیں۔[6]

قرآن میں لفظ خلافت اور خلیفہ کا استعمال

لفظ خلافت قرآن مجید میں نہیں آیا لیکن دیگر الفاظ جو کتاب الہی سے مذکور ہیں۔ جن سے نہ صرف خلافت کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم واضح ہوتا ہے بلکہ خلافت کی حقیقت بھی معلوم ہو جاتی ہے۔اس سلسلہ میں سب سے اہم خلیفہ کا لفظ جو کتاب الہی میں دو مقامات پر موجود ہے سورہ بقرہ میں تخلیق آدم کا بیان سورہ بقرہ کی آیت میں دربار خداوندی کی اس ملکوتی محفل کا ذکر ہے جس میں رب کائنات نے فرشتوں کو اپنے اس فیصلے سے آگاہ فرمایا کہ وہ زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہے۔

یہ اعلان ایک طرف بعثت آدم کا پس منظر بیان کرتا ہے تو دوسری طرف دنیائے ارض میں انسان کی حیثیت اور اس کے مقام کا تعین بھی کرتا ہے۔ اسی بنیاد پر آیت کریمہ آیت خلافت قرار پائی۔ قرآنی تصور خصوصی اور عمومی خلافت، خلیفہ اور خلافت کا مفہوم اس حدیث سے بھی محفوظ ہے جس میں رسول اللہ نے یہ فرمایا تھا کہ بنی اسرائیل کی سیادت انبیاء کرتے تھے۔ یہ مفہوم قرآنی آیات سے مطابقت رکھتا ہے۔

بعض انبیاء کی خلافت کا قرآن میں باقاعدہ ذکر

"اے داؤد ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ مقرر کیا پس آپ لوگوں کے درمیان سچائی کا فیصلہ کیجئے اور نفسانی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے"[7]

گویا اس آیت میں خلافت کا پورا دستور آگیا کہ ان کا تقرر اللہ کی طرف سے ہے ان کی ذمہ داری کا بنیادی کام انسانوں کے درمیان عدل کی حاکمیت اور خواہش نفس سے اجتناب پر مبنی ہونے چاہیے ۔ خلافت کے دستور کی مزید وضاحت سورہ اعراف کی آیات جو **حضرت موسی کے جانشین** کے حوالے سے حضرت ہارون کے بارے میں وارد ہوئی۔

اور کہا موسی نے اپنے بھائی ہارون سے کہ میری قوم میں میری نیابت کا فریضہ انجام دیجئے۔[8]

اور اصلاح کا کام کرنا ہے اور فساد پھیلانے والوں کے ہاتھوں استعمال نہیں ہونا ہے۔

خلافت کی حقیقت کی وضاحت

خلافت کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے کچھ سوالات ذہن میں ابھرتے ہیں جن کے جواب کے بغیر بات مکمل نہیں ہو گی۔

خلافت کے تقرر کا اختیار کس کے پاس ہے؟

یہ خلافت آدم کو نبی ہونے پر عطا ہوئی یا انسان ہونے کی بنا پر؟

کیا ہر انسان اپنی حیثیت میں خلیفۃ اللہ ہے یا منتخب انسانوں کو خاص خصوصیات کی بنا پر یہ شرف حاصل ہے؟

اس کا جواب آیت خلافت اور اس کے سیاق وسباق سے واضح ہو جاتا ہے خلیفہ بنانے کا حق اختیار اور قدرت تو اسی کو ہو گی جو اس حیثیت کا اصل مالک ہو اور یہ ظاہر ہے اللہ تعالی کی ذات ہے۔ اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ کی طرف سے ایسی مخلوق بنانے کا اعلان جو اس زمین پر سب سے پہلے موجود ملائکہ یا غیر ملائکہ کی جگہ لے سکے اور یہ رائے دراصل عبداللہ بن عزیز اور ابو العالیہ وغیرہ کی ان روایات سے ماخوذ ہے۔ جن میں بتایا گیا ہے کہ آدم کی تخلیق سے پہلے فرشتے اور جنات بھی زمین پر آباد رہے اور جنات کے فتنہ فساد کی بنیاد پر ہی فرشتوں نے خلیفہ کی تخلیق کے فیصلے پر رب کائنات کی عدالت میں عرض کیا تھا کہ یہ خلیفہ پہلوں کی طرح زمین میں فساد کا باعث بنے گا۔ اگر یہ روایات درست بھی ہوں کہ انسان سے پہلے کوئی مخلوق زمین پر آباد تھی اور آدم ان کی جگہ آباد ہونے کی وجہ سے خلیفہ ہیں تو بھی آدم کے نائب ہونے کی حیثیت پر اثر نہیں پڑتا۔ اس لیے کہ آیت خلافت کے سیاق وسباق میں آدم کے علم کی فوقیت کا باقاعدہ تذکرہ اس کے مسجود ملائکہ ہونے کا مرتبہ اور زمینی زندگی میں بنی نوانسان کا نظام زندگی دیکھ کر عقل قائل ہو جاتی ہے کہ خلیفہ دنیائے انسانی کے معاملات سلجھانے میں اللہ کا نائب ہے نہ کہ محض سابق مخلوق عرضی کی جگہ لینے والی ہستی۔

CC BY

امام رازی کے مطابق

بے شک اللہ نے انسان کا نام خلیفہ اس لیے رکھا کہ یہ وہ ہستی ہو گا جو اللہ کی مخلوق میں حاکمیت اور منصفی کرے گا اس خیال کو تقویت اس آیت سے ملتی ہے کہ بے شک ہم نے آپ کو زمین پر خلیفہ بنایا ۔بس لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیجئے۔[9]

خلافت کے مختلف معنی

خلافت کے مختلف معنی قرآن مجید میں خلافت کو تین معنوں میں استعمال کیا گیا ہے اور ہر جگہ سے سیاق وسباق سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں کس معنی میں لفظ بولا گیا ہے۔خدا کے دیے ہوئے اختیار کا حاصل ہونا۔اس کے معنی میں پوری اولاد آدم زمین میں خلیفہ ہے۔

مولانا مودودی اس طرح رقم طراز ہیں:

خدا کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے امر شرعی کے تحت اختیارات خلافت کو استعمال کرنا،اس میں صرف مومن صالح ہی خلیفہ قرار پاتا ہے اس کے برعکس فاسق خلیفہ نہیں بلکہ باغی ہے کیونکہ وہ مالک کے دیے ہوئے اختیارات کی نافرمانی کرتا ہے۔ایک دور کی غالب قوم کے بعد دوسری قوم کا اس کی جگہ لے لینا،یہ معنی خلافت بمعنی جانشینی سے ماخوذ ہیں۔تاہم ہر انسان ان معنوں میں ضرور خلیفہ ہے کہ وہ اپنے سے پہلی انسانی اور غیر انسانی مخلوق ارضی کر نعم البدل ہے اور دنیاوی زندگی میں اختیار و تصرف کا مالک ہے۔[10]

وہی ہے اللہ جس نے تمہیں زمین کا خلیفہ بنایا اور بعضوں کو بعضوں پر درجات میں بلندی دی تاکہ تمہیں آزمایا جائے اس میں جو کچھ تمہیں اس نے عطا فرمایا۔

سید ابوالاعلی مودودی کے مطابق خلیفہ کا مفہوم

خلیفہ وہ ہے جو تفویض کرتا ہے کردہ اختیارات اس کے نائب کی حیثیت سے استعمال کرے۔خلیفہ مالک نہیں ہوتا بلکہ اس کے اختیارات اصل مالک کے عطا کردہ ہوتے ہیں۔[11]

سورہ احزاب کی روشنی میں انہوں نے خلافت اور خلیفہ کے الفاظ کا جامعہ مفہوم یوں بیان کیا ہے خلافت کے مفہوم کو امانت کا لفظ واضح کردیتا ہے اور یہ دونوں لفظ نظام عالم میں انسان کی صحیح حیثیت پر روشنی ڈالتے ہیں۔

مولانا محمد شفیع لکھتے ہیں

ختم الانبیاء کا زمانہ خلافت و نیابت تاقیامت ہے اس لیے قیامت تک آپ ہی اس زمین میں خلیفۃ اللہ ہیں اور یہ کہ آپ کی وفات کے بعد نظام عالم کے لیے جو نائب ہوگا وہ خلیفۃ الرسول اور آپ کا نائب ہوگا۔[12]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان نشینی کے لیے خلافت کا لفظ جو رسول اللہ کی احادیث سے ماخوذ ہوا ارشاد ہوا ہے:

تمہارے درمیان نبوت رہے گی جب تک اللہ چاہے اور جب وہ اسے اٹھانا چاہے گا تو اٹھا لے گا۔پھر نبوت کے طریقے پر خلافت قائم ہو جائے گی۔اسلامی تاریخ میں ادارہ خلافت کے لیے ولایت امامت اور امارت کی اصلاح بھی استعمال ہوئی ہے۔اسی بنیاد پر خلیفہ کو امام اور امیر المومنین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

خلافت کی جامع تعریف شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں

خلافت وہ ریاست عامہ ہے جو بذریعہ علوم دینیہ کے زندہ رکھنے اور بذریعہ ارکان اسلام کے قائم کرنے اور بذریعہ جہاد اور متعلقات جہاد کے قائم رکھنے،عہدہ قضا کے فرائض سر انجام دینے،حدود قائم کرنے،مظالم دور کرنے،لوگوں کو اچھائی کا حکم دینے،برے کاموں سے منع کرنے کے،بحیثیت نائب نبی ہونے کے بالفعل حاصل ہوئی ہو۔[13]

کیا خلیفہ مقرر کرنا واجب ہے؟

مسلمانوں کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ خلیفہ مقرر کرنا امت پر واجب ہے۔البتہ وجوب کی صورت میں اختلاف ہے۔ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ شریعت کے نقطہ نظر سے واجب ہے۔اُن کے دلائل یہ ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص مر جائے اس حالت میں کہ اس نے کسی سے بیعت نہ کی ہو تو اس کی موت جاہلیت کی سی ہوگی۔[14]

CC BY

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے متفقہ طور پر خلیفہ مقرر کرنا ضروری سمجھا۔ بلکہ وہ اسے اتنا اہم سمجھتے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین سے پہلے ہی یہ فرض ادا کر دیا۔ شریعت نے مسلمانوں پر جو کچھ بھی لازم کیا ہے، جیسے حدود اور شریعت کی متعین سزاؤں کا نفاذ وغیرہ، وہ خلیفہ کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک تسلیم شدہ قاعدہ ہے کہ ہر وہ چیز واجب ہو جاتی ہے، جو کسی واجب عمل کی آدائیگی کو لیے لازم ہو۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ یہ منطقی استدلال کی بنیاد پر واجب ہے، شریعت کے لحاظ سے نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر جماعت کو ایک ایسی طاقت کی ضرورت ہوتی ہے جو اسکے قوانین کو نافذ کر سکے اور کرے۔ وہ امت کے افراد کے درمیان تنازعات کو حل کرے اور امن و سلامتی کے قیام کی ذمہ داری قبول کرے۔ یہی وجہ ہے کہ معاشرے کی ضروریات کی خاطر حکمران کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ دونوں خیال اپنی جگہ درست ہیں اور ان میں موافقت بھی ممکن ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ کے تقرر کی ضرورت پر عقل اور شریعت دونوں متفق ہیں۔ عقل تقاضا کرتی ہے کہ ایک خود مختار حکمران ہو جو قوم کے نظام کی نگرانی کرے اور ان کو حکم دے۔

خلیفہ کون ہے؟

اگر اسلامی حکومت واقعی میں ایک الٰہی حکومت ہے—— اسلام کے قوانین پر عمل کیا جاتا ہے؛ سزائیں دی جاتی ہیں؛ دین کے اصولوں کا پرچار کیا جاتا ہے۔ شریعت کا علم پھیلایا جاتا ہے۔ تنازعات طے کیے جاتے ہیں؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق امن و سلامتی قائم کیے جاتے ہے؛ اس کا نظام شوریٰ پر مبنی ہے اور اس کے قائد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمہ جہت (صفات) موجود ہیں؛ وہ تدریس کے لحاظ سے ایک مجتہدِ مطلق ہے؛ وہ نصیحت کے لحاظ سے ایک مکمل ولی ہے؛ عدالت میں عادل جج اور میدان جنگ میں ایک بہادر جنگجو—— پھر وہ دین و حکومت کے علم و عمل میں تمام کمالات کے مالک ہونے کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی نمائندہ ہے اسے *خلافتِ راشدہ کہا جاتا ہے*۔

خلافت راشدہ

خلفائے راشدین (سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ) کا دور خلافت راشدہ کا دور تھا۔

خلافت سے مراد کامل درجے کی خلافت ہے، یعنی خلافت راشدہ۔ اصلاََ خلافت راشدہ نبوّت کے مرحلے کی تکمیل اور خاتمہ ہے۔

بنی اسرائیل پر حکومت ان کے رسول کیا کرتے تھے۔ ایک رسول کا انتقال ہوتا تو اس کی جگہ دوسرا لے لیتا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور کے بعد کوئی رسول نہیں آئے گا۔ البتہ خلفاء ہوں گے۔

یہی وجہ ہے کہ خلفائے راشدین کی سنت کو، سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح، امت کے لیے نمونے کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ امت کو ہدایت یافتہ خلفاء کی پیروی کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

خلفاراشدین

"راشد" وہ شخص ہوتا ہے جو حق کو جان لے اور اس پر عمل کرے، اس کی ضد "الغاوی" ہے یہ وہ شخص ہے جو حق کو جان لے لیکن اس پر عمل نہ کرے۔ "المھدیین" وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حق کی طرف ہدایت فرمائی ہو یعنی ہدایت یافتہ لوگ۔

رسول اللہ کے خلفاء کے ساتھ راشدین یا راشدون کا اضافہ اور آپ کے جانشین حکومت کے لیے خلافت راشدہ کی اصطلاح دراصل قرآن اور احادیث سے ماخوذ ہے گویا خلافت راشدہ سے مراد راست رو حکومت یا ہدایت یافتہ حکومت ہے۔ چونکہ خلافت راشدہ کے مصداق صرف وہ خلفا آتے ہیں جنہیں رسول کی براہ راست تربیت کا برسوں تک شرف حاصل رہا وہ مسلسل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مشاورت کے رکن رہے۔ لہذا مسلمانوں میں ان کی سیاسی حاکیت کا نام خلافت راشدہ قرار پایا۔ حدیث میں آتا ہے

"تم پر میری اور میرے خلفا راشدین کے قانون کی اطاعت واجب ہے۔"[15] خلافت علی منہاج النبی کی پیروی لازم ہے

اس میں تقویٰ اختیار کرنے اور امیر کی اطاعت کرنے کے علاوہ سنت نبوی اور سنت خلفاء راشدین کی اتباع کی تاکید اور بدعات سے بچنے کی تلقین ہے، ساتھ ہی اس بات کی پیش گوئی بھی ہے کہ یہ امت اختلاف و انتشار کا شکار ہوگی، ایسے موقع پر صحیح راہ یہ ہوگی کہ نبی اکرم ﷺ کی سنت اور خلفاء راشدین کے طریقے اور ان کے تعامل سے تجاوز نہ کیا جائے، کیونکہ اختلافات کی صورت میں حق کو پہنچاننے کی کسوٹی اور معیار یہی دونوں چیزیں ہیں۔۔

خلافت راشدہ کے مختلف ادوار

بعض صحابہ نے پیغمبر اکرم کی رحلت کے فوراً بعد آپ کے لیے جانشین مقرر کیا۔ جس کو رسول اللہ کا خلیفہ کہا گیا۔ ابو بکر خلفا راشدین میں پہلے خلیفہ ہیں جن کے انتخاب کا طریقہ کار بعد میں اہل حل و عقد کے نظریے کے لیے مبنی بن گیا۔ حضرت عمر بن خطاب کو حضرت ابو بکر نے وفات سے کچھ عرصہ پہلے اپنا جانشین منسوب کیا۔ مسلمانوں پر ان کی بیعت کو لازمی قرار دیا گیا۔ عمر بن خطاب کو ابو بکر کے خلافت کے عنوان کی پیروی کرتے ہوئے رسول اللہ کے خلیفہ کا نام دیا۔ لیکن انہوں نے اس لمبی عبارت کی بجائے اپنے آپ کو امیر المومنین کہہ کر پکارنے کو ترجیح دی۔ یہ لقب بعد میں عصر خلافت ختم ہونے تک خلفاء کے لیے زیادہ تر رائج ترین لقب رہا۔ ان کی بعض پالیسیاں خلافت کے ساخت کو اس دور کے رائج حکومتی ڈھانچے کے قریب لانے میں بہت موثر تھیں۔ عثمان بن عفان کو حضرت عمر نے اپنے جانشین معین کرنے کے لیے پیغمبر اکرم کے صحابہ میں سے چھ رکنی شوری کے سپرد کر دیا اور انہوں نے بیعت کے لیے سب سے اہم شرط اللہ کی کتاب اور پیغمبر کی سنت کے علاوہ

OPEN ACCESS
CC BY

پہلے دو خلیفوں کے پیروی کو بھی مقدم رکھا ۔ علی بن ابی طالب کی مسجد میں لوگوں کے اجتماع میں اللہ کی کتاب اور پیغمبر کی سنت پر عمل کرنے کی شرط سے بیعت ہوئی آپ نے زبردستی بیعت لینے کو مناسب نہیں سمجھا۔اسی وجہ سے بیعت ایک اختیاری امر قرار پائی۔ امام علی کی شہادت کی وجہ سے خلافت کے بحرانی حالات پیدا ہوگئے اس کے باوجود لوگ حضرت امام حسن کو ان کے کی خلافت کو ان کے والد گرامی کے بعد چاہتے تھے۔لیکن امام علی نے اپنے بیٹے کے انتخاب میں لوگوں کو آزاد رکھا اور خلافت کو ملوکیت سے جدا کرتے ہوئے امام حسن نے خلافت سے دستبردار ہو کر امیر معاویہ کے ساتھ صلح کر لی۔امام حسن کی شرائط میں سے ایک شرط معاویہ کو اپنے بعد جانشین معین کرنے سے اجتناب کرنا اور اپنے بعد خلیفہ کے چناؤ کو مسلمانوں کے حوالے کرنا تھی۔

دوسرا دور خلافت و ملوکیت

کہا جاتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ نے اموی حکومت تشکیل دے کر اسلامی خلافت کو شریعت کے بحران سے دوچار کر دیا۔خود کو پہلا بادشاہ کا نام دیکھ کر خلافت کے زوال کی خبر دے دی انہوں نے حکومت کو اپنے خاندان کے لیے ایک برتری سمجھا اور خلافت بنی امیہ میں موروثی ہونے کے علاوہ اسلامی خلافت کو مذہبی لبادہ میں رکھ کر اسلامی سلطنت میں تبدیل کر دیا۔

اموی خلافت کے بعد آہستہ آہستہ مروانیوں کی خلافت شروع ہوئی اور 10 خلیفوں کے ذریعے یہ حکومت باقی رہی۔انہوں نے خلافت میں اپنی بادشاہتی نظر کو دوام بخشا اور حلیفہ کے معنوی مقام کو پہلے سے زیادہ بڑھانے کی کوشش کی۔امویوں کی وسیع تبلیغات اور سیاسی تسلط کی وجہ سے خلافت اور خلیفہ کا مفہوم جو امویوں کی حکومت کے بعد بھی ان کی ترویج کیا ہوا مفہوم ہی تھا اس کے باوجود خاندان پیغمبر کے ساتھ ظالمانہ سلوک اور رفتار کی وجہ سے ان کی حکومت کا چہرہ ناقابل ترمیم ہو گیا اور مسخ ہو گیا۔

اسلامی خلافت کا تیسرا دور

یہ دور بنی عباس کا ہے جنہوں نے 37 خلیفوں کے ذریعے مملکت اسلامی پر حکومت کی۔انہوں نے اہل بیت کو حقوق دلائے اور حلیفہ کی بیعت خاص آداب اور رسومات کے ساتھ انجام دی جاتی تھی۔دربار کے آداب اور رسوم بھی سامنے آگئے اور تزین اور ڈیکوریشن خلیفہ کے دربار کی لوازمات میں شمار ہونے لگی۔عباسی خلفاء کی ابتدائی نسل مذہبی اور سیاسی شان و شوکت رکھتے تھے ان کی دینی اقدار اور سیاسی طاقت کی بنیاد سمجھی جاتی تھی اس طرح خلیفہ کی سیاسی اقتدار کمزور ہونے لگی اور خلیفہ کا ازل و نصب اور حکومت کی بقا خلیفہ کی معتزلی کا اختیار بھی پورے طور پر ترک فوج اور سلجوکیوں کے ہاتھوں میں آگیا۔

عباسی حکومت کے بعد کا دور

فاطمیوں نے 14 خلیفوں کے ذریعے مصر مراکش اور شام کے علاقوں پر حکومت کی۔اس کے بعد فاطمی خلافت کا فکری نظام ایک قوی اور پیچیدہ سسٹم پر مشتمل تھا۔فاطمیوں کی حکومت کے بعد عثمانی حکومت آئی۔اس کے قبضے میں روس کے وسیع علاقے اور اور حجاز عراق اور شام کے علاقے تھے یہ ایک طاقتور اور تازہ دم حکومت شمار ہوتی تھی۔اسلامی خلافت کا احیا عثمانی خلافت کے ختم ہونے کے بعد بعض افراد دوبارہ سے اسلامی خلافت کو زندہ کرنے کی کوششوں میں لگ گئے۔اس میں بہت سے لوگوں نے تحریک خلافت سے مشابہ تحریکیں بنائی اور خلافت کو احیا کرنے کے درپہ ہوئے مشترک مجلس عمل کے نام سے یونین تشکیل ہوئی۔ترکی کے عالم دین جمال الدین بن رشید کابلان کی طرف سے حکومت خلافت کی تشکیل کا اعلان تنہا ترین اسلامی مشروع حکومت کے عنوان سے تھا یہ حکومت اہل سنت کی فقہ کی خلافت کے بارے میں قدیمی مبانی کے مطابق عصر جدید کے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر تشکیل دی گئی تھی۔داعش کا گروہ اسلامی خلافت کو ایجاد کرنے کے جدید ترین دعویداروں میں سے ہے۔

اہل تشیع کے ہاں خلافت

اہل تشیع کے ہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء آپ کے اہل بیت میں سے 12 معصوم امام ہیں اور پیغمبر اکرم اور ان میں فرق صرف اتنا ہے کہ ان پر وحی نازل نہیں ہوتی ہے انحضرت کی رحلت کے بعد امام علی اور امام حسن مجتبی کے دو مختصر دور حکومت کے علاوہ خلافت عملی طور پر غیر معصومین کے ہاتھ میں رہی تقریبا 13 صدیوں تک مختلف خاندان اور اشخاص نے پورے جہان اسلام میں خود کو پیغمبر اکرم کا خلیفہ بنا کر پیش کیا ہے لیکن تاریخ اسلام میں خلافت اس حکومتی ڈھانچے کا نام ہے جس نے پیغمبر کی رحلت کے بعد اسلامی معاشرے کی باگ دوڑ اپنے ہاتھوں میں لے لی اور اس منصب کے حامل اشخاص یعنی خلفا خود کو صرف حکومتی امور میں پیغمبر اکرم کا جانشین قرار دیتے تھے۔

اہل السنت کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد امت میں سلسلہ خلافت چلا ہے جس میں خلیفہ کا تقرر عامۃ المسلمین پر واجب ہے جب کہ اہلِ تشیع کے ہاں سلسلہ امامت چلا ہے جس کا تعین اللہ پر واجب ہے۔سید عبداللہ شبر شیعی نے امام کے منصوص من اللہ ہونے کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

والذی علیه الفرقة المحقة والطائفة الحقة انه یحب علی الله نصب الامام فی کل زمان[16].

وقال ایضاً: فکما لایجوز للخلق تعیین نبی فکذا لایجوز لهم تعیین امام[17].

OPEN ACCESS

CC BY

فرق نمبر2:

اہل السنت کے ہاں امامت کبریٰ پر فائز خلفاء کی تعداد متعین نہیں جب کہ اہل تشیع کے ہاں 12 امام متعین ہیں جو یہ ہیں:

(1) حضرت علی رضی اللہ عنہ (2) حضرت حسن رضی اللہ عنہ (3) حضرت حسین رضی اللہ عنہ (4) حضرت زین العابدین رحمہ اللہ (5) حضرت محمد باقر (6) حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ (7) حضرت موسیٰ کاظم (8) حضرت علی رضا (9) حضرت محمد تقی (10) حضرت علی نقی (11) حضرت حسن عسکری (12) حضرت محمد مہدی

فرق نمبر3:

اہل السنت کے ہاں امام ایسا امتی ہوتا ہے جو باصلاحیت اور خلافت کا اہل تو ہوتا ہے لیکن معصوم نہیں ہوتا جب کہ اہل تشیع کے ہاں امام معصوم ہوتا ہے۔

سید عبداللہ شبر نے امام کی شرائط میں سے پہلی شرط ''عصمت'' کی لگائی ہے:

الاول العصمة كما تقدم لانه حافظ للشرع قائم به فحاله كحال النبى صلى الله عليه وسلم[18].

باقر مجلسی لکھتا ہے:

بداں که اجماع علماء اماميه منعقد است بر آنكه امام معصوم است از جميع گناہان صغيره و كبيره از اول عمر تا آخر عمرخواه عمدا وخواه سهوا[19]

دلائل اہل السنت علی ثبوت الخلافۃ

دلیل نمبر1:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ[20]•

تفسیر:

:علامہ محمود آلوسی بغدادی فرماتے ہیں:

واستدل كثير بهذه الآية على صحة خلافة الخلفاء الأربعة رضي الله تعالى عنهم لأن الله تعالى وعد فيها من في حضرة الرسالة من المؤمنين بالإستخلاف وتمكين الدين والأمن العظيم من الأعداء ولا بد من وقوع ما وعد به ضرورة امتناع الخلف في وعده تعالى ولم يقع المجموع إلا في عهدهم فكان كل منهم خليفة حقا باستخلاف الله تعالى إياه حسبما وعد جل وعلا لا يلزم عموم الإستخلاف لجميع الحاضرين المخاطبين بل وقوعه فيهم كبنو فلان قتلوا فلانا فلا ينافي ذلك عموم الخطاب الجميع وكون من بيانية وكذا لا ينافيه ما وقع في خلافة عثمان وعلي رضي الله تعالى عنهما من الفتن لأن المراد من الأمن الأمن من أعداء الدين وهم الكفار كما تقدم۔[21]

امام تفسیر امام نظام الدین حسن بن محمد بن حسین النیسابوري فرماتے ہیں:

قال أهل السنة : في الآية دلالة على إمامة الخلفاء الراشدين لأن قوله { منكم } للتبعيض وذلك البعض يجب أن يكون من الحاضرين في وقت الخطاب ، ومعلوم أن الأئمة الأربعة كانوا من أهل الإيمان والعمل الصالح ، وكانوا حاضرين وقتئذ وقد حصل لهم الاستخلاف والفتوح ، فوجب أن يكونوا مرادين من الآية[22].

امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ فرماتے ہیں:

''اس آیت میں استخلاف کا ربط سابقہ آیات سے یہ ہے کہ اوپر کی آیتوں میں حق تعالیٰ نے کافروں اور منافقوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اپنے دلائل قدرت، وحدانیت بیان فرما کر ان کو ایمان لانے کی ترغیب دی ہے۔ یہ آیت استخلاف اس ترغیب کا تکملہ اور تتمّہ ہے کہ دیکھو! ایمان والوں کے لیے اس دنیا میں ان ان انعامات کا ہم نے وعدہ کیا ہے۔ اگر تم ایمان لاؤ تو ان انعامات سے تم بھی فیض یاب ہو گے۔ آیت استخلاف کے بعد خدا نے نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے... اور ''الذین اٰمنوا و عملوا'' دونوں صیغہ ماضی کے ہیں، پھر اس کے بعد لفظ ''منکم'' ہے جو ضمیر حاضر پر شامل ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ وعدہ ان لوگوں سے ہے جو نزولِ آیت کے وقت موجود تھے اور نزول سے پہلے ایمان لا چکے تھے۔ پس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور

CC BY

حضرت امام مہدی یا خلفائے بنی اُمیّہ و بنی عبّاس وغیرہ ''موعود لہم'' نہیں ہو سکتے۔ ''موعود لہم'' وہی صحابہ کرام مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم ہیں جو نزولِ آیت کے پہلے سے ان دونوں صفتوں کے ساتھ موصوف تھے، خلفائے اربعہ بھی ان ہی میں ہیں۔[23]

)دلیل نمبر2:

عَن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيرِي فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ عَصَى أَمِيرِي فَقَدْ عَصَانِي.[24]

دلیل نمبر3:

عَنْ أَنَسٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَإِنْ اسْتُعْمِلَ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ.[25]

عَن أَبِي هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمْ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ.[26]

خلافت پر لکھی جانے والی کتب

خلافت پر بہت سی کتابیں اور آرٹیکلز لکھے گئے ہیں چند کتب درج زیل ہیں

خلافت وملوکیت از مولانا ابوالاعلی مودودی

(انہوں نے اسلام کے اصول حکمرانی خلافت اور اس کے متعلقہ مسائل میں ابو حنیفہ کا مسلک واہلیت خلافت اور حلیفہ کے فرائض بیان کیے ہیں)

- خلافت کی حقیقت از ڈاکٹر اسرار احمد

ڈاکٹر اسرار خلافت کا تعارف کرواتے ہیں کہ

اللہ نے ایمان اور عمل صالح کا حق ادا کرنے والے مسلمانوں سے وعدہ کیا کہ وہ ان کو زمین میں خلافت عطا فرمائے گا یہاں خلافت سے مراد مسلمانوں کی حکومت ہے

خلافت اسلامی نقطہ نظر از نصیر احمد جنجوعہ

4. Khaliph in Theory and Practice by Ghulam Nabi

انہوں نے اپنی کتاب میں خلافت کی تھیوری اور اس پر عمل درآمد کے بارے میں تذکرہ کیا ہے۔

آرٹیکل 5

آرٹیکل القلم مجلے میں مستفیض احمد علوی نے نیشنل یونیورسٹی اف ماڈرن لینگویجز اسلام اباد سے آرٹیکل لکھا جس میں خلافت کی حقیقت کو واضح کیا۔

خلافت کے بارے میں جدید نظریات

انیسویں اور بیسویں صدی میں مسلمان علمانے خلافت کے بارے میں مختلف نظریے پیش کئے ہیں۔

1۔ عبدالرحمن کواکبی ایک مصری عالم تھے اگرچہ وہ قومی نقطہ نظر کی وجہ سے عربوں کی خلافت کی بازگشت چاہتے تھے لیکن کلی طور پر اس کا رویہ نظام خلافت کی جانبداری نہیں بلکہ اس حکومت کی جانبداری کر رہے تھے جس کے ارد گرد تقدس کا حلقہ نہ ہو اور مطلق العنان طاقت نہ بنے اور اسی لیے خلیفہ کے اختیارات کو دینی رہبر کی حد تک کم کر دیا۔۔

2۔سید جمال الدین اسد آبادی خلافت اور خاص کر عثمانی خلافت کی نسبت مثبت نظر رکھتے تھے۔

یعنی جہان اسلام، کا اتحاد، مسلمانوں کو پسماندگی سے نجات، استعمار کے مقابلے میں مسلمانوں کی شان و شوکت اور طاقت کا دوبارہ حصول، سے مستقیم رابطہ تھا۔ آپ خلافت کے اقتدار کو(اسلامی دنیا میں اتحاد کے محور کے عنوان سے) احیاء کرنا چاہتے تھے۔

3۔رشید رضانے کواکبی کی طرح عربی خلافت کو مطرح کیا۔

4۔اخوان المسلمین کے حسن البنانے اگرچہ خلافت کو وحدت اسلامی کی اساس بنا پر، اس نظریے کا دفاع کیا، اس لیے نظام خلافت کے دینی کردار کے احیاء کی تاکید کرتے تھے۔

CC BY

خلاصہ بحث

اس ساری بحث کا خلاصہ ہم یوں سمجھتے ہیں کہ خلافت آدم لفظی معنی کے لحاظ سے سابق زمینی مخلوق کی جگہ لینے کا نام ہے لیکن اپنی حقیقی عملی مفہوم کے لحاظ سے دنیا میں اختیار و تصرف کا نام ہے اور یہ صرف اللہ کی مشیت کے تحت اسی کے عطا کردہ اصولوں کی روشنی میں اللہ کی بندگی کے لیے ہو تو انبیاء کی صورت میں نیابت الٰہی ٹھہرتا ہے۔ بصورت دیگر محض سیاسی حاکمیت تک محدود رہتا ہے۔ قران نے واضح کیا ہے کہ تمام انبیاء بنیادی طور پر انسان ہیں اور وہ ان کے لیے نبی، آدم، بشر، انسان اور عبد کے اسم نکرہ استعمال کرتا ہے۔ تاہم وہ اللہ کے پسندیدہ اور برگزیدہ چنے ہوئے افراد ہیں، جن کی طرف وحی فرشتے اور کتب کا نزول ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ نبی رسول ہادی اور رسول کے مقام پر فائز ہو جاتے ہیں۔ وہ اللہ کی نگرانی میں اس کے نائب اور نمائندہ کے طور پر کام کرتے ہیں۔ اس اعزاز کی بنا پر وہ انسانیت کے راہبر اور امام ٹھہرتے ہیں لہذا نبی کو خلافت نبوت کی بنیاد بنیاد پر ملتی ہے البتہ زمینی بادشاہت اور ریاست کی حاکمیت کسی بھی نبی کو میسر آتی ہے تمام کو نہیں قرآن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خلافت نبوت کے ساتھ مشروط نہیں اگر ایسا ہوتا تو ختم نبوت کے اعلان کے ساتھ ختم خلافت کا اعلان بھی کر دیا جاتا۔ خلافت بمعنی نیابت الٰہی اور امامت انسانیت ہر کس اور ناکس کے لیے مقتدر نہیں یہ کچھ شرائط اور معیارات کی بنا پر رب کریم کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔

1۔ القرآن، سورہ الاعراف، آیت نمبر، 169 والقرآن، سورہ مریم، 59 آیت

2۔ ابن منظور، لسان العرب، (1956)، جلد نمبر 3، صفحہ نمبر 282

3۔ فیروز آبادی، محمد بن یعقوب، القاموس، مصطفی الہ آبادی، (1952)، جلد 3، صفحہ 137 3

4۔ الصفھانی، امام راغب، المفردات، صفحہ 155,156

5۔ الشوکانی، محمد بن علی، فتح التقدیر، مصطفی البابی، (1349)، جلد 1، ص: 49

6- 200 ابن جریر، جامع البیان، جلد نمبر 1، ص نمبر

7۔ القرآن: سورہ ص، آیت 26

8- القرآن، سورہ آل عمران، آیت 142

9۔ الرازی، تفسیر الکبیر، جلد نمبر-1، ص نمبر 152

10۔ مودودی، ابو الا علی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، (1991)، لاہور، جلد نمبر: 3، ص نمبر: 10418

11۔ مودودی، ابو الا علی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، (1991)، لاہور، جلد نمبر: 3، ص نمبر: 62

12۔ مفتی، محمد شفیع، معارف القرآن، ادارہ المعارف، کراچی، (1988)، جلد نمبر: 1، ص نمبر 85

13۔ شاہ ولی اللہ، ازالہ خفاء، (1997) لاہور، ص نمبر: 2

[14] صحیح مسلم: 1851] . صفحہ نمبر 1779

[15] سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 42

[16]، حق الیقین، ص 183 شیعی، شبر، سید عبد اللہ

OPEN ACCESS

[17]، حق الیقین، ص185 شیعی، شبر، سید عبداللہ

[18]، حق الیقین، ص187 شیعی، شبر، سید عبدالل

[19] مجلسی، باقر، حیٰوۃ القلوب ج5، ص49

[20] القرآں، سورہ ں ور، آیت 55

[21] بغدادی، آلوسی، محمود، روح المعانی: ج18 ص208

[22] النیسابوري، نظام الدین، حسن بن محمد بن حسین، تفسیر النیشاپوری: ج:6، ص:24،

[23] لکھنویؒ، مولانا عبدالشکور، تحفہ خلافت، ۔ مطبوعہ تحریک خدّام اہل سنت، جہلم، صفحہ 109،110،

[24] صحیح البخاری: رقم الحدیث 7137

[25] صحیح البخاری: رقم الحدیث 693

[26] صحیح البخاری: ح3455، صحیح مسلم: ح1842)

CC BY